مولانا وحید الدین خان صاحب

# سائنس کا خالق اسلام

تاریخ سے یہ ثابت ہے کہ ابتدائی دور کے مسلمانوں نے سائنس کے شعبوں میں زبردست ترقی کی۔ حتیٰ کہ جس زمانہ میں یورپ کی قوموں نے سائنس کی راہ میں ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھایا تھا۔ اس وقت مسلمان سائنس کی راہ میں شاندار ترقیاں کر چکے تھے۔ برٹرینڈ رسل نے اس حقیقت کا اعتراف ان الفاظ میں کیا ہے کہ ۶۰۰ سے ۱۰۰۰ تک کے دور کو ہم تاریک دور کہتے ہیں۔ یہ مغربی یورپ کو غیر واقعی اہمیت دینا ہے۔ اسی زمانہ میں چین میں تنگ کی حکومت تھی جو کہ چینی شاعری کا اہم ترین دور ہے۔ اسی زمانہ میں ہندوستان سے لے کر اسپین تک اسلام کی شاندار تہذیب چھائی ہوئی تھی۔ اس زمانہ میں جو چیز مسیحیت کے لئے کھوئی ہوئی تھی وہ تہذیب کے لئے کھوئی ہوئی نہ تھی بلکہ اس کے برعکس تھی۔

قرون وسطیٰ میں مسلمانوں نے طب اور سائنس کے میدان میں جو کارنامے انجام دئے ہیں وہ تعجب خیز حد تک عظیم ہیں۔ الرازی (۹۳۲ - ۸۶۵) اور ابن سینا (۱۰۳۷ - ۹۸۰) اپنے وقت کے سب سے بڑے ماہرین طب تھے جن کا کوئی ثانی اس وقت کی دنیا میں موجود نہ تھا۔ ابن سینا کی کتاب القانون فی الطب علم طب پر ایک بنیادی کتاب ہے وہ دنیا کے اکثر طبی اداروں میں بطور نصاب پڑھائی جاتی رہی ہے حتیٰ کہ فرانس میں وہ ۱۶۵۰ تک داخل نصاب تھی۔

مسلمانوں کے یہ کارنامے عام طور پر مشہور اور معلوم ہیں ان پر بے شمار کتابیں ہر زبان میں لکھی گئی ہیں۔ تاہم اس سلسلہ میں ایک سوال ہے اور یہ سوال اس کی توجیہہ کے بارے میں ہے۔ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا (۱۹۸۴ء) کے مقالہ نگار نے اس کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

> طب عربی کی سب سے بڑی خدمت کیمسٹری اور دواؤں کے علم اور ان کی تیاری کے بارے میں تھی اکثر دوائیں جو آج استعمال ہوتی ہیں۔ ان کی اصل عرب ہی ہے اسی طرح تقطیر اور تصعید جیسے عمل بھی۔ اس زمانہ کی کیمسٹری اکثر و بیشتر پارس پتھر کی تلاش کا نام تھی جس کے متعلق یہ گمان کر لیا گیا تھا کہ وہ تمام دھاتوں کو سونے میں تبدیل کر سکتا ہے۔ اس زمانہ کے فلکیات داں محض نجومی ہوتے تھے اور کیمسٹری کے علماء صرف کیمیا گری کرتے تھے۔ اس لئے یہ تعجب خیز بات ہے کہ ان سب کے

باوجود مسلم عہد کے اطبا نے طب کی ترقی میں قیمتی اضافے کئے ۔"

**اسلام سائنس کا خالق**

جدید سائنس خود اسلام کی پیدا کردہ ہے ۔ اسلام بلاشبہ سائنس کے لئے نہیں آیا ۔ مگر اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ سائنسی انقلاب خود اسلامی انقلاب کی ضمنی پیداوار ہے ۔ اسلام اور سائنس کے اس تعلق کو بریفالٹ نے ان الفاظ میں تسلیم کیا ہے کہ ہماری سائنس پر عربوں کا قرضہ صرف یہ نہیں ہے کہ انہوں نے حیران کن نظریات دئیے سائنس اس سے زیادہ عربوں کی مقروض ہے یہ خود اپنے وجود کے لئے ان کی احسان مند ہے ۔

یہ ایک علمی اور تاریخی حقیقت ہے کہ اسلام سائنس کا خالق ہے ۔ سائنس سادہ طور پر مطالعہ فطرت (STUDY OF NATURE) کا نام ہے ۔ انسان جب سے زمین پر آباد ہے اسی وقت سے فطرت اس کے سامنے موجود ہے پھر کیا وجہ ہے کہ فطرت کے مطالعہ اور تسخیر میں انسان کو اتنی زیادہ دیر لگی ۔ سائنس کی تمام ترقیاں پچھلے ہزار برس کے اندر ظہور میں آئی ہیں ۔ جب کہ اصولاً انہیں لاکھوں سال پہلے ظاہر ہو جانا چاہئے تھا ۔ اس کی وجہ قدیم زمانہ میں شرک کا غلبہ ہے ، شرک اس میں مانع تھا کہ آدمی فطرت کا مطالعہ کرے اور اس کی قوتوں دریافت کر کے انہیں اپنے کام میں لائے ۔

شرک کیا ہے ۔ شرک نام ہے فطرت کو پوجنے کا ۔ قدیم زمانہ میں یہی شرک تمام اقوام کا مذہب تھا ۔ غرض زمین سے آسمان تک جو چیز بھی انسان کو نظر آئی اس کو اس نے اپنا خدا فرض کر لیا اسی کا نام شرک ہے ۔ اور یہ شرک اسلام سے پہلے تمام معلوم زمانوں میں دنیا کا غالب فکر رہا ہے ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ قدیم انسان کے لئے فطرت پرستش کا موضوع بنی ہوئی تھی ۔ پھر عین اسی وقت وہ تحقیق کا موضوع کیسے بنتی ۔ یہی اصل وجہ ہے جس کی بنا پر قدیم انسان اس طرف راغب نہ ہو سکا ۔ کہ وہ فطرت کا مطالعہ کرے ۔ تمام قدیم زمانوں میں انسان فطرت کو خدا سمجھ کر اس کے سامنے جھکتا رہا ۔ فطرت کو مقدس نظر سے دیکھنا انسان کے لئے اس میں روک بنا رہا کہ وہ فطرت کی تحقیق کرے اور اس کو اپنے تمدن کی تعمیر کے لئے استعمال کرے ۔

آرنلڈ ٹائن بی نے اس کا اعتراف کیا ہے کہ فطرت پرستی (شرک) کے اس دور کو سب سے پہلے جس نے ختم کیا وہ توحید ہے توحید کے عقیدے نے پہلی بار انسان کو یہ ذہن دیا کہ فطرت خالق نہیں بلکہ مخلوق ہے وہ پوجنے کی چیز نہیں بلکہ برتنے کی چیز ہے اس کے آگے جھکنا نہیں بلکہ اس کو تسخیر کرنا ہے ۔ تاہم جب اس حقیقت کو دیکھا جائے کہ توحید کے نظریہ کو پہلی بار اسلام نے عملی طور پر رائج کیا ۔ تو یہ انقلاب براہ راست اسلام کا کارنامہ قرار پاتا ہے ۔ اس میں شک نہیں کہ خدا کے تمام پیغمبر توحید کا پیغام لے کر آئے ۔ ہر دور میں خدا کے جن بندوں نے سچائی کی تبلیغ کی انہوں نے خالص توحید ہی کی تبلیغ کی ۔ مگر اسلام سے پہلے کسی بھی دور میں ایسا نہیں ہوا کہ بڑی تعداد میں لوگ توحید کے نظریہ کو مان لیں اور توحید کی بنیاد پر انسانی معاشرہ میں وسیع انقلاب برپا ہو ۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام سے پہلے انسان کبھی توحید کے حقیقی ثمرات سے آشنا نہ ہو سکا ۔

جیسا کہ عرض کیا گیا۔ خدا کا ہر پیغمبر توحید کا پیغام لے کر آیا۔ مگر پچھلے پیغمبروں کے ساتھ یہ صورت پیش آئی کہ ان کے پیروان کے لائے ہوئے دین کی حفاظت نہ کر سکے۔ انہوں نے توحید میں آمیزش کر دی۔ مثال کے طور پر حضرت مسیح نے خالص توحید کا پیغام دیا۔ مگر ان کے بعد ان کے پیرووں نے خود حضرت مسیح کو خدا سمجھ لیا۔ ان کا یہ مشرکانہ عقیدہ مختلف پہلوؤں سے سائنس کی ترقی کے لئے رکاوٹ بن گیا۔ مثلاً کچھ علمائے فلکیات نے نظام شمسی کی تحقیق کی۔ وہ اس حقیقت تک پہنچے کہ زمین سورج کے گرد گھومتی ہے مگر عیسائی علما ایسے لوگوں کے مخالف ہو گئے۔ اس کی وجہ ان کا مذکورہ مشرکانہ عقیدہ تھا۔ انہوں نے زمین کو خداوند کریم کی جنم بھومی فرض کر رکھا تھا۔ اس لئے ان کے لئے ناقابل فہم ہو گیا کہ جس زمین پر خدا پیدا ہوا ہو وہ زمین نظام شمسی کا مرکز نہ ہو بلکہ اس کی حیثیت محض ایک تابع کی قرار پائے۔ اپنے مشرکانہ عقیدہ کو بچانے کے لئے انہوں نے سائنسی حقیقت کا انکار کر دیا۔

دوسری بات یہ کہ پچھلے تمام پیغمبروں کا مشن صرف اعلان کی حد تک جا سکا وہ عملی انقلاب تک نہیں پہنچا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ پیغمبر اسلام اور آپ کے ساتھی انسانی تاریخ کے پہلے گروہ ہیں جنہوں نے توحید کو ایک زندہ عمل بنایا۔ انہوں نے اولاً عرب میں شرک (مظاہر فطرت کی پرستش) کا مکمل خاتمہ کیا۔ اور توحید کو عملی طور پر انسانی زندگی میں رائج کیا۔ اس کے بعد وہ آگے بڑھے اور قدیم زمانہ کی تقریباً تمام آباد دنیا میں شرک کو مغلوب کر دیا۔ انہوں نے ایشیا اور افریقہ کے تمام بت خانوں کو کھنڈر بنا دیا اور توحید کو ایک عالمی انقلاب کی حیثیت دے دی۔

اہل اسلام کے ذریعہ توحید کا جو عالمی انقلاب آیا۔ اس کے بعد ہی یہ ممکن ہوا کہ توہم پرستی کا دور ختم ہو اب مظاہر فطرت کو پرستش کے مقام سے ہٹا دیا گیا۔ ایک خدا انسان کا معبود قرار پایا۔ اس کے علاوہ جو تمام چیزیں ہیں وہ سب صرف مخلوق بن کر رہ گئیں۔

انسانی تاریخ میں اسلام کے ظہور سے جو عظیم تبدیلی آئی اس کا اعتراف ایک امریکی سائنسدان نے ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔ کہ اسلام کے ظہور نے انسانی تاریخ کے رخ کو موڑ دیا۔

مظاہر فطرت کو پرستش کے مقام سے ہٹانے کا یہ نتیجہ ہوا کہ وہ فوراً انسان کے لئے تحقیق اور تسخیر کا موضوع بن گئے۔ مظاہر فطرت کی تحقیق و تسخیر کا آغاز مدینہ میں ہوا۔ پھر دمشق اور بغداد اس کے مرکز بنے۔ اس کے بعد یہ لہر سمندر پار کر کے اسپین اور سسلی میں داخل ہوئی وہاں سے وہ مزید آگے بڑھ کر اٹلی اور فرانس تک جا پہنچی۔ یہ تاریخی عمل جاری رہا۔ یہاں تک کہ وہ جدید سائنسی انقلاب تک پہنچ گیا۔ مغرب کا سائنسی انقلاب اس اعتبار سے اسلامی انقلاب کا انتہائی نقطہ ہے۔ وہ توحید کے انقلاب کا سکولر نتیجہ ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ جو اسلام سائنس کا بانی تھا اور جس کے ماننے والے اپنے ابتدائی دور میں ساری دنیا کے لئے سائنس کے معلم بنے اسی اسلام کو ماننے والے موجودہ زمانہ میں سائنس کی تعلیم میں دوسروں سے

پیچھے کیوں ہو گئے۔

اس کی سب سے بڑی وجہ سیاسی ہے۔ مسلمانوں نے ابتداءً جو سائنسی انقلاب برپا کیا تھا۔ وہ اسپین تک پہنچنے کے بعد مغربی قوموں کی طرف منتقل ہو گیا۔ اس کے بعد سائنس کی ترقیاں زیادہ تر اہل مغرب کے ہاتھوں ہوئیں۔ اس زمانہ میں بھی اگرچہ دنیا کا بڑا حصہ سیاسی طور پر مسلمانوں کے قبضہ میں تھا۔ مگر سائنس کی ترقی کا کام صلیبی جنگوں کے بعد مغربی یورپ کے ذریعہ انجام پاتا رہا۔

مسلمانوں نے اپنے ابتدائی دور میں سائنس کے میدان میں جو ترقیاں کی تھیں اس کا پہلا سب سے بڑا فائدہ ان کو دو سو سالہ صلیبی جنگوں (۱۲۷۰-۱۰۹۵ء) میں ہوا۔ اس جنگ تقریباً سارا یورپ متحدہ طاقت سے مسلم دنیا پر حملہ آور ہوا تاکہ اپنے مقدس مقامات کو مسلمانوں کے قبضہ سے واپس لے مگر انہیں کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ ان مہموں میں کروڑوں جانیں اور بے پناہ دولت قربان کی گئی اور جب یہ سب ختم ہوا تو یروشلم بدستور "سبے دینوں" کے قبضہ میں تھا۔

صلیبی جنگوں کا خاتمہ مسلمانوں کی کامل فتح اور مسیحی یورپ کی کامل شکست پر ہوا۔ مسلمانوں کی فتح ان کے لئے الٹی پڑی۔ اس کے برعکس عیسائیوں کو ان کی شکست کا زبردست فائدہ حاصل ہوا۔ مسلمان اپنی سیاسی فتح پر قانع ہو کر رہ گئے۔ کامیابی کے اس احساس نے ان کی عملی قوتوں کا ٹھنڈا کر دیا۔

اس کے برعکس مسیحی یورپ کو اپنی ناکامی کا یہ فائدہ ہوا کہ اس کے اندر یہ ذہن پیدا ہوا کہ اپنی کمزوریوں کو معلوم کر کے ان کی تلافی کرے۔ چنانچہ اس کے اندر ایسے لوگ پیدا ہوئے جنہوں نے زور و شور کے ساتھ یہ تبلیغ کی کہ مسلمانوں کی زبان عربی سیکھو اور ان کی کتابوں کا اپنی زبان میں ترجمہ کرو۔ یہ رجحان یورپ میں تیزی سے پھیلا۔ مسلمانوں کی اکثر کتابیں عربی سے لاطینی زبان میں ترجمہ کی گئیں جو اس وقت یورپ کی علمی زبان تھی۔ یہ عمل کئی سو سال تک جاری رہا۔ ایک طرف مسلمان اپنی سیاسی کامیابی میں مست تھے تو دوسری طرف یورپ علمی میدان میں مسلسل ترقی کر رہا تھا۔ یورپ کا یہ علمی سفر جاری رہا یہاں تک کہ ۱۸ ویں صدی آگئی جب کہ یورپ واضح طور پر مسلم دنیا سے آگے بڑھ گیا۔

مغربی یورپ نے سائنس کو جدید ٹیکنالوجی تک پہنچا دیا۔ اس نے دستکاری کی جگہ مشینی صنعت ایجاد کی اس نے دستی ہتھیاروں کی جگہ دور مار ہتھیار بنائے۔ وہ بری طاقت سے آگے بڑھا اور ابتداءً بحری طاقت اور اس کے بعد فضائی طاقت پر قابو پالیا۔ اس طرح مغرب بالآخر ایسی طاقت بن گیا جس کا مقابلہ مسلمان اپنے موجودہ سازوسامان کے ساتھ نہیں کرسکتے تھے چنانچہ مغرب جدید قوتوں سے مسلح ہو کر دوبارہ جب مسلم دنیا کی طرف بڑھا تو مسلم قومیں ان کو روکنے میں ناکام رہیں۔ مغربی قوموں نے مختصر عرصہ میں تقریباً پوری مسلم دنیا پر براہ راست یا بالواسطہ

کنٹرول حاصل کرلیا۔

صلیبی جنگوں کے بعد مسلمان اپنی سیاسی فتح کے جوش میں سائنس سے دور ہوگئے۔ موجودہ زمانہ میں یہی بات ایک اور شکل میں پیش آئی۔ مغربی قوموں کے مقابلہ میں سیاسی شکست نے موجودہ مسلمانوں کے اندر منفی ردعمل پیدا کیا مغربی قوموں نے ان سے ان کا فخر چھینا تھا۔ چنانچہ وہ مغربی قوموں سے سخت متنفر ہوگئے۔ اپنی ردعمل کی نفسیات کی وجہ سے انہوں نے نہ صرف مغربی قوموں کو برا سمجھا بلکہ مغربی قوموں کی زبان اور مغربی قوموں کے ذریعے آنے والے علوم کو بھی وہ نفرت کی نظر سے دیکھنے لگے۔

ایک صدی کی پوری مدت اسی حال میں گذر گئی۔ مسلمان مغربی قوموں سے نفرت کرتے رہے۔ یا ان سے ایسی لڑائیاں لڑتے رہے جو مسلمانوں کی کمزوری کی وجہ سے صرف شکست پر ختم ہونے والی تھی۔ دوسری طرف دنیا کی دوسری قومیں مغربی زبان اور مغربی علوم سیکھ کر تیزی سے آگے بڑھتی رہیں۔ یہاں تک کہ دونوں کے درمیان وہ بعید فاصلہ پیدا ہوگیا جس کی ایک مثال ہم کو ہندوستان میں نظر آتی ہے۔

مسٹر کلدیپ نیر نے لکھا ہے کہ ہندوؤں کے مقابلہ میں مسلمان تعلیم میں دو سو سال پیچھے ہیں۔ اگر اسے گھٹایا جائے تب بھی یہ فاصلہ ایک سو سال کے بقدر ماننا ہوگا۔

مغربی قومیں جن علوم کو لے کر آگے بڑھیں وہ سادہ معنوں میں محض علوم نہ تھے بلکہ وہ دور جدید میں ہر قسم کی ترقی کی بنیاد تھے۔ چنانچہ جن قوموں نے ان علوم کو سیکھا وہ دنیوی اعتبار سے دوسروں سے آگے بڑھ گئیں۔ مغربی قومیں اور ان کے مقلدین تہذیب و تمدن میں مسلمانوں سے بدرجہا زیادہ فائق ہوگئے۔ یہی وقت تھا جب مسلمانوں میں سرسید (۱۸۱۷ء-۱۸۹۸ء) اور اس قسم کے دوسرے مصلحین پیدا ہوئے۔ مگر یہاں پہنچ کر مسلم مصلحین سے تیسری غلطی ہوئی۔ وہ مغربی تہذیب کی ظاہری چمک دمک سے مرعوب ہوگئے۔ وہ مغربی تہذیب کی جڑوں کو زیادہ گہرائی کے ساتھ نہ دیکھ سکے۔ وہ مغرب کی طرف بڑھے۔ مگر ان کا بڑھنا مغرب کی تہذیب سے مرعوبیت کی بنا پر تھا نہ کہ مغرب کی قوت کے اصل سرچشمہ (سائنس) کو سمجھ کر اس کو اختیار کرنے کے لئے تھا۔ چنانچہ اس قسم کے مصلحین کی ساری توجہ مغرب کی زبان، مغرب کے لٹریچر، مغرب کے تمدنی مظاہر پر رہی۔ یہ مغرب سے قریب ہونے والے بھی مغرب کی سائنس سے اسی طرح محروم رہے جس طرح مغرب سے دور رہنے والے اس کی سائنس سے محروم تھے۔

سرسید نے انگلستان کا سفر کیا تو وہاں کی خاص چیز جو وہ اپنے ساتھ لائے وہ ایک صوفہ سیٹ تھا۔ اس کے بجائے اگر وہ سائنس کی کتابیں یا کوئی مشین اپنے ساتھ لاتے تو یقیناً وہ ہندوستانی مسلمانوں کے لئے زیادہ بہتر تحفہ ہوتا۔ آخر وقت میں جب مسلمان مغربی تعلیم کی طرف مائل ہوئے اس وقت بھی ان کے ذہن میں ساری اہمیت مغربی تہذیب کی تھی مغربی سائنس سے وہ بدستور دور پڑے رہے۔

**سائنسی شعور** سائنس کے میدان میں مسلمانوں کے پچھڑے پن کی وجہ اگر مختصر طور پہ بتائی ہو تو وہ صرف ایک ہوگی مسلمانوں میں سائنسی شعور نہ ہونا۔

ہندوستان کا زمیندار طبقہ جدید تجارت میں پیچھے کیوں رہ گیا اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کے اندر تجارتی شعور نہ تھا۔ یہی واقعہ سائنس کے سلسلہ میں مسلمانوں کو پیش آیا۔ ایک یا ایک سے زیادہ اسباب کی بنا پر مسلمانوں کے اندر جدید دور میں سائنسی شعور پیدا نہ ہو سکا۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے سائنس کی تعلیم کی طرف توجہ نہ دی اگر توجہ دی بھی تو ادھوری شکل میں۔

اس کی ایک واضح مثال وہ فرق ہے جو مسلمانوں کے درمیان دینی تعلیم اور سائنسی تعلیم کے بارے میں پایا جاتا ہے۔ مسلمانوں کے اندر دینی تعلیم کی اہمیت کا شعور موجود تھا۔ اس لئے انہوں نے پورا اہتمام کیا۔ اس کے برعکس موجودہ زمانہ کے مسلمانوں میں سائنسی تعلیم کا شعور موجود نہ تھا۔ اس لئے وہ اس کا اہتمام نہ کر سکے جس کے بغیر کسی قوم میں سائنسی تعلیم نہیں آ سکتی

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ مسلم رہنماؤں کو جب جدید علوم کی طرف توجہ ہوئی تو انہوں نے کالج اور یونیورسٹیاں تو بنائیں مگر انہوں نے جدید علوم کی ابتدائی تعلیم کا نظام قائم نہیں کیا جو کالجوں اور یونیورسٹیوں کو خوراک فراہم کرتے ہیں جب کہ انہیں مسلمانوں میں دینی مدارس کی مثال اس سے بالکل مختلف نمونہ پیش کرتی ہے۔

مسلمانوں نے موجودہ زمانہ میں بڑے بڑے دینی مدارس قائم کئے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا کہ صرف بڑے بڑے مدرسے قائم کر کے بیٹھ جائیں اس کے ساتھ انہوں نے یہ بھی کیا کہ پورے ملک میں ابتدائی سطح پہ دینی تعلیم کا نظام پھیلا دیا آپ جس گاؤں یا جس قصبہ میں جائیں آپ کو وہاں ابتدائی تعلیم کا مکتب ایک یا ایک سے زیادہ کام کرتا ہوا ملے گا۔ یہی ابتدائی مکاتب دراصل وہ ادارے ہیں جو بڑے بڑے دینی مدرسوں کو غذا فراہم کرتے ہیں۔ اگر یہ ابتدائی مکاتب نہ ہوں تو بڑے بڑے دینی مدرسے سونے نظر آئیں۔

یہی بات جدید سائنس کی تعلیم کے سلسلہ میں بھی ملحوظ رکھنے کی تھی۔ مسلم رہنماؤں کو یہ سمجھنا چاہئے تھا کہ کالجوں اور یونیورسٹیوں کو خوراک پہنچانے والے ابتدائی سکول نہ ہوں تو کالجوں اور یونیورسٹیوں کو طلبہ کہاں سے ملیں گے۔

ہندوستان میں مثال کے طور پر ہندو اور عیسائی بہت بڑے پیمانے پہ ابتدائی تعلیم کا نظام قائم کر رہے تھے۔ مگر مسلم رہنماؤں نے اس مثال سے کوئی سبق نہیں لیا۔ انہوں نے کالج اور یونیورسٹیاں بنانے کے لئے زبردست کوشش کی مگر ابتدائی سکول قائم کرنے کی طرف اتنا کم دھیان دیا کہ وہ نہیں کے برابر ہے۔

یہی وجہ ہے کہ آج ہم یہ منظر دیکھتے کہ مسلم کالج اور اسلامی یونیورسٹی تو ہمارے پاس موجود ہیں مگر ان کے اندر مسلم طلبہ موجود نہیں۔ کیونکہ ان بڑے اداروں کو غذا پہنچانے والے چھوٹے ادارے نہیں۔ مسلمانوں نے اپنے بچوں کو مذہبی جذبے کے تحت ہندو اور عیسائی یا گورنمنٹ کے ابتدائی سکولوں میں بھیجنا پسند نہیں کیا اور خود ان کے ابتدائی سکول موجود نہ تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ قوم کے بچوں کی ابتدائی تعلیم اس انداز پہ نہ ہو سکی کہ وہ آگے بڑھ کر سائنس کے شعبوں

میں داخلہ لے سکیں۔ مسلم رہنماؤں کی اس غفلت کی وجہ جو بھی ہو۔ مگر یہ ایک واقعہ ہے کہ عملی طور پر یہ ایک بڑا سبب ہے جس نے مسلم قوم کو سائنسی تعلیم میں پیچھے کر دیا۔

**بنیادی غفلت** سائنس کی تعلیم میں مسلمانوں کے پیچھے ہونے کا سبب ایک لفظ میں بیان کیا جائے تو وہ یہ ہوگا کہ مسلمان انگریز اور انگریزی میں فرق نہ کر سکے۔ انہوں نے استعماری قوموں کو اور استعماری قوموں کے ذریعہ آنے والے علوم کو ایک سمجھا۔ اول الذکر سے سیاسی اسباب کے تحت انہیں نفرت پیدا ہوئی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ثانی الذکر سے بھی نفرت کرنے لگے۔ اگر وہ دونوں کو ایک دوسرے سے الگ کر سکتے تو یقینی طور پر موجودہ زمانہ میں مسلمانوں کی سائنسی تاریخ دوسری ہوتی۔

ہر قوم کے کچھ اپنے قومی علوم ہوتے ہیں۔ ان قومی علوم سے دوسری قوموں کو دلچسپی نہ ہونا ایک فطری بات ہے۔ مزید یہ کہ دوسری قومیں اگر ان قومی علوم سے دلچسپی نہ لیں تو اس سے انہیں کوئی حقیقی نقصان نہیں ہوتا۔

مگر بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک قوم ایک علم کو لے کر اٹھتی ہے لیکن حقیقۃً وہ اس کا قومی علم نہیں بلکہ اس کی حیثیت ایک آفاقی علم کی ہوتی ہے۔ یہ علم اپنی حقیقت کے اعتبار سے تمام قوموں کے لئے ہوتا ہے نہ کہ کسی ایک قوم کے لئے۔ وہ انسانیت کے لئے ایک مشترک سرمایہ ہوتا ہے نہ کہ کسی قوم کا انفرادی ورثہ۔

قدیم صلیبی جنگوں کے بعد یہی صورت حال مغربی قوموں کے ساتھ پیش آئی تھی۔ اس وقت مسلمان سائنسی علوم کے حامل تھے۔ اور اسی بنا پر وہ مغربی قوموں کو شکست دینے میں کامیاب ہوئے۔ اس وقت مغرب کی حیثیت مفتوح کی تھی اور مسلمانوں کی حیثیت فاتح کی۔ اگرچہ عام طور پر ایسا ہوتا ہے کہ مفتوح کے دل میں فاتح کے لئے نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ فاتح کی ہر چیز کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ مگر مغربی قوموں نے یہ نادانی نہیں کی۔ انہوں نے مسلمانوں کو اور مسلمانوں کے علوم کو ایک دوسرے سے الگ کر کے دیکھا۔ انہوں نے مسلمانوں سے نفرت کی۔ مگر مسلمانوں کے علوم کو انہوں نے آگے بڑھ کر لیا۔ نیز اپنی کوششوں سے اس میں اتنے اضافے کئے کہ بعد کی صدیوں میں وہ ان علوم کے امام بن گئے۔ یہاں تک کہ وہ وقت آیا کہ وہ دوبارہ تاریخ کو اپنے حق میں بدلنے میں کامیاب ہو گئے۔

یہی صورت موجودہ زمانہ میں مسلمانوں کے ساتھ پیش آئی۔ مغربی قومیں ان کے لئے فاتح کی حیثیت رکھتی تھیں۔ اس لئے مغربی قوموں سے بیزاری ان کے لئے ایک فطری بات تھی۔ مگر یہاں مسلمان اس ہوشمندی کا ثبوت نہ دے سکے کہ وہ مغرب اور مغربی علوم کو ایک دوسرے سے الگ کر کے دیکھیں۔ مغربی قومیں جن علوم کو لے کر آگے بڑھی تھیں وہ ان کے قومی علوم نہ تھے بلکہ وہ کائناتی علوم تھے۔ ان کی حیثیت قوت و طاقت کی تھی۔ دور جدید کے مسلم رہنما اگر اس راز کو بروقت جان لیتے تو وہ مغربی علوم کو مغرب سے الگ کر کے دیکھتے۔ مغربی علوم کو وہ اپنے لئے طاقت سمجھ کر حاصل کرتے۔ وہ ان کو خود اپنی چیز سمجھتے نہ کہ غیر کی۔ مگر یہاں دور جدید کے مسلم رہنما اس دانشمندی کا ثبوت نہ دے

(باقی صفحہ ۵۹ پر)